اسلام کی تشریح

غلام سرور قریشی۔عباس پورہ جہلم

امام کعبۃ اللہ، حضرت الشیخ صالح بن ابراہیم آل طالب حفظہ اللہ نے اپنے حالیہ دورۂ پاکستان کے دوران اپنے خطباتِ عالیہ میں اس نکتہ کو مرکزی طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسلامی وقرآنی احکام کی غلط تشریح، جاریہ فتنہ بین المسلمین کا سبب ہے۔اختلاف رائے کا، جسے امت کیلئے رحمت قرار دیا گیا ہے۔جاریہ خوں ریزی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اختلاف رائے کی آزادی، دراصل اسلام کی جمہوری میرٹ کے مطابق ہے اور وہ اسی قدر ہے جو تحدیدِ حق مہر کے متعلق سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اس صحابیہ کے درمیان واقع ہوا تھا، جنہوں نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں قنطار دلاتے ہیں تو امیر المومنین حقِ مہر کی رقم کی تحدید کرنے والے کون ہوتے ہیں لیکن نکاح کے وقت حق مہر کا مقرر کرنا، موجل ہو کہ غیر موجل، نکاح کا اسی طرح رکن ہے، جس طرح ایجاب وقبول کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا اسی طرح حق مہر، قلیل ہو کہ کثیر، کے بغیر نکاح کا بندھن نہیں بندھتا۔اب اگر کوئی یہ حکم لگائے کہ حق مہر کے بغیر نکاح منعقد ہوسکتا ہے تو یہ مسئلہ حق مہر کی غلط تشریح کہلائے گا۔

ہمارے زمانہ میں اس قسم کے تین بڑے فتن نمودار ہوئے ہیں۔(ا) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حکومت انگلیشیہ کے خلاف ناجائز ٹھہرایا، کبھی اسے معطل اور کبھی منسوخ قرار دیا۔(ب) غلام احمد پرویز نے، حدیث شریف کی آئینی اور قرآن کی تشریحی حیثیت کا انکار کیا تاکہ قرآن کی من مانی تفسیر کر کے اسلام کے پورے سسٹم کی بنیاد ہلادی جائے۔(ج) جہاد فی الاسلام، جو کفار کے خلاف ہے، اسے مسلمانوں کے خلاف جائز قرار دیا جائے۔یہی وہ غلط تشریح ہے جس کے نتیجے میں پاکستان سمیت پورا عالم اسلام خون کا سمندر اور ملبے کا ڈھیر بن کر رہ گیا ہے۔اسی غلط تعبیر سے، مسلمان کے ہاتھوں مسلمان مر رہے ہیں۔یہ غلط تشریح، علمائے اسلام نے کی اور حزب التحریر والوں نے اس کی وسیع پیمانے پر تشہیر وتعلیم کی۔

امام کعبہ حضرت الشیخ صالح بن ابراہیم آل طالب حفظہ اللہ نے اسلام کی غلط تشریح کی جو بات فرمائی

ہے وہ اسی غلط جہادی بیانیہ کے بارے میں ہے۔ اسلام کا جہادی بیانیہ پوری شرح وبسط کے ساتھ، اسی دن سے موجود ہے، جب حضور اقدس ﷺ نے معرکہ بدر میں قدم رکھا تھا۔ اس بیانیہ کی حدود عملی طور پر مقرر ہیں کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کم وبیش سو جہادات اور سریات میں عملاً شرکت فرمائی یا سریات کے امرائے لشکر کو علم عطا فرمائے اور انہیں ہدایات دیں۔ یہ ہدایات کتبِ حدیث میں بالتفصیل مع جزئیات مستور، مرقوم ومحفوظ ہیں۔

قرآن پاک میں جہاد کی فرضیت کا حکم موجود ہے۔ بدر چونکہ اولیں جہاد تھا، حضور اقدس ﷺ کے پاس جنگی قیدیوں سے متعلق حکم آسمان سے تب تک نہیں اترا تھا اس لیے صحابہؓ سے مشاورت کی گئی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ مگر وحی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق اتری کہ ان کی گردن مار دینی چاہیے تھی۔ ہم نے تا بمقدور، اس نبوی جہاد، خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین، ملوکِ امیہ وعباسیہ کے جہادی بیانیہ کا مطالعہ کیا ہے اور کوئی نظیر ایسی اس مطالعہ میں نہیں پائی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا خلفائے راشدین نے مسلمان کو مسلمان سے لڑایا ہو۔ ہاں عثمانی دورِ خلافت میں فتن کا دروازہ کھلا تو یہ عذر تھا اور عذر، کوئی سند نہیں بن سکتا۔

سیدنا علی امیر معاویہ کی کشمکش امیر یزید اور کربلا وغیرہ سب کچھ، غیر معمولی حوادث تھے جو اسلام کے جہادی بیانیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ پھر ایسا بھی کوئی واقعہ اس جہادی بیانیہ کا نظر سے نہیں گزرا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے ہوں اور ابوبکر وعمر، عثمان وحیدر میں سے کسی غیر کو حاضر پا کر پوچھا ہو اور نمازیوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے جواب دیا ہو کہ وہ جہاد کرنے گئے ہیں جس سے ہمارا استنباط ہے کہ (ا) جہاد کا اسلامی بیانیہ مسلمان کو مسلمان نہیں لڑاتا۔ (ب) اس بیانیہ کی حدود قرآن، حدیث اور تعاملِ صحابہ میں اتنی واضح ہیں کہ حدود اللہ کی طرح، ان کا توڑنا، گناہِ کبیرہ ہے۔ (ج) جہاد، ریاست کرتی ہے اور کوئی غیر ریاستی فرد یا گروہ نہیں کر سکتا اور اگر کرتا ہے تو یہ جہاد نہیں بلکہ فساد ہے۔

میں چونکہ ایجاز واختصار کا پابند ہوں۔ صرف یہ اضافہ کر کے بات کو ختم کرتا ہوں کہ کشمیر، فلسطین اور اس قسم کے دیگر مسائل میں وہاں کے مسلمان استبدادی واستعماری قوتوں کے خلاف اپنی قومی آزادی اور اپنے اپنے اوطان کی بازیابی کیلئے جو جدوجہد، منظّم یا غیر منظّم گروہوں کی صورت میں کر رہے ہیں، وہ جہاد کے حکم

میں داخل ہے۔ چونکہ ان کی اپنی ریاست کوئی نہیں ہے اور وہ اسی ریاست کے قیام اور بازیابی کیلئے سرگرم عمل ہیں اس لیے ان کی ساری کاروائی جہاد ہے۔

امام کعبہ الشیخ صالح بن ابراہیم آل طالب حفظہ اللہ نے درست طور پر فرمایا ہے کہ اسلام کی غلط تعبیر و تشریح ہی ممالک اسلامیہ کی تباہی کی ذمہ دار ہے۔ ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں کہ عراق، لیبیا، افغانستان اور شام کو امریکہ نے ایسی تباہی سے دوچار کیا۔ کرنل قذافی اور صدام حسین قتل کیا اور ہمارے مسلمان بادشاہوں کو بھی مار ڈالا، جو تاریخ انسانیت کا شاذ واقعہ ہے لیکن غور کر کے دیکھا جائے تو اس نے اس شیطانی عمل میں ان تنظیموں سے کام لیا ہے جو جہاد اسلام کی غلط تشریح کا شکار ہیں اور مسلمان ہو کر مسلمان کے قتل کو روا جانتی ہیں۔

عراق، لیبیا، شام اور افغانستان کو ملیا میٹ کرتی ہوئی ان تنظیموں اور تحریکوں کا جہادی نظریہ، پاکستان میں دینی مدارس کے فارغ التحصیل اور زیر تعلیم عنفوان شباب کی دہلیز پر کھڑے معصوم طلبا پر دوررس اثرات ڈال گیا اور وہ سفر حیات کو مختصر کر کے جلد از جلد حورانِ بہشتی سے ہمکناری کیلئے بارودی جیکٹ کا دھماکا کر کے باغِ ارم میں جا پہنچے اور اپنے پیچھے کشتیوں کے پشتے اپنے کلمہ گو برادرانِ اسلام، کے لگا گئے۔ مگر یہ نہ سوچا کہ قتل مسلم بالعمد کی سزا دائمی جہنم ہے۔ شاید وہ عنداللہ، معذور سمجھے جائیں کہ وہ جرم بے گناہ میں مارے گئے کیونکہ وہ ذہنی اور علمی طور پر اتنے بالغ نہ ہوئے تھے کہ خودکش حملہ کی حرمت یا حلت کا دقیق و باریک مسئلہ سمجھ سکتے اور جہاد کی غلط تشریح میں دوسروں کے جرم کی بھینٹ چڑھ گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رہا دجالِ قادیاں اور غلام احمد پرویز کا فتنہ تو اول الذکر کے مرزائی، کافر قرار دیئے جانے کے بعد غیر مسلم اقلیت بن کر رہ گئے۔ منکرین حدیث، ذریتِ پرویز چند ایک طمانچے، تھانوں اور عدالتوں سے کھا کر اپنی اپنی گمراہ فکر کا ماتم کر رہے ہیں مجھے اس بات کا ہمیشہ دکھ رہے گا کہ غیر ریاستی عناصر کا فلسفہ جہاد جو جہاد اسلام کی روح کے برعکس ہے، اس کی ایجاد میں نیم خواندہ لوگوں کا ہاتھ تھا، علمائے اسلام نے نہ تو ان کی مذمت کی اور نہ ان کی راہنمائی کی۔ ''خودکش حملہ'' کی حرمت ڈنکے کی چوٹ پر نہ بتائی اور ڈاکٹر نعیمی نے بتائی تو قیمت اپنی شہادت کی صورت میں چکائی۔ پر ان گمراہ لوگوں کے متعلق کچھ کہنے سے اعراض کر کے علمائے اسلام نے اپنے اسلامی فرض کی ادائیگی میں بڑی کوتاہی کی۔